اُردو زبان و ادب اور صوفیاے کرام: تحقیق و تجزیہ

Urdu Language & Literature and Sūfia e Kirām: Research and Analysis

ڈاکٹر عظیم اللہ جندران

ہائر سکینڈری سکول، دھونی کلاں، منڈی بہاؤالدین

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

صدرِ شعبہ اردو، لاہور گیریزن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

This research paper is an overview of the saints and Sufi scholars' contribution for the growth of Urdu language and literature. These saints and Sufi scholars' writings consisted of their sayings, pieces of advice and verdicts in the form of prose and poetry. They wrote in very heart-touching style. There writings were universal in nature. They were not restricted to some particular race, colour or creed. Islam emanated through the medium of Urdu language in the sub-continent. The Sufis, aulia, ulemas and the Sayyeds also played role for the dissemination of Islam through the vehicle of this Urdu language. These Sufis were the ambassadors of the muslim society and Urdu was their vehicle. They introduced their Islamic teachings through local dialects and regional languages, too. Urdu language was generous enough to absorb the words and phrases of Persian, Arabic, Punjabi, Hindi and Saraiki as well. The gathering points of the Sufis and Saints became the development and growth points of Urdu language and literature.

Key Words: Sufis, Saints, Urdu, Growth, Development, Medium, Muslims, Society, Style, Absorption.

اُردو زبان و ادب کے فروغ میں شاعروں، ادیبوں کے علاوہ صوفیوں کا خصوصی کردار رہا ہے۔ انھوں نے اپنے خیالات کی ترسیل کے ذریعے اردو زبان ملک کے گوشے گوشے میں پہنچادی۔ ان بزرگوں کے مختلف سلسلے تھے

https://doi.org/ 10.58932/MULC0019

جو مختلف علاقوں میں احیاے دین کے لیے کام کر رہے تھے۔ ان بزرگوں کے اقوال اور ملفوظات نظم ونثر کے ارتقا میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا مقصد زبان کی تراش خراش نہیں تھا بلکہ یہ آسان فہم اور سادہ زبان میں اپنا پیغام لوگوں تک اپنے دل کی بات پہنچاتے تھے۔ میاں خوب محمد چشتی نے رشد وہدایت اور نظم ونثر کے لیے اردو زبان کو وسیلۂ اظہار بنایا۔ جالبی(1) کے مطابق:

"باباشاہ حسینی صاحبِ دیوان شاعر ہیں ان کا کلام صوفیانہ اور عارفانہ ہے:

حق رسی کی ہے عبادت عین دید

جوں صنم کا مبتلا مست شراب

فخرالدین نظامی دکنی کی مثنوی "کدم راؤ پدم راؤ" بہت مشہور ہوئی۔ اسے اردو زبان کی پہلی باقاعدہ تصنیف کہا جاسکتا ہے۔"

صدیقی(2) بیان کرتے ہیں:

"نظامی کے بعد اشرف بیابانی کی مثنوی "نوسرہار" کو اسلوب اور تاثیر کی وجہ سے بہت مقبولیت ملی ہے۔ حضرت زینب کے حوالے سے شعر ملاحظہ کیجیے:

زینب آہے اس کا نام

تو جا گزارن اس پیغام

ہور کچھہ تشریف اپنے ساتھ

لے کر اس یوں کہہ بات"

ملک(3) کی رپورٹ کے مطابق:

"سچل سائیں عالم گیر اور آفاقی شاعر تھے۔ آپ کے یہاں رنگ، مذہب اور ذات پات کی تفریق نہ تھی۔۔۔۔ آپ بہت سی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ آپ کے کلام میں وحدانیت اور یکتائی کی بے شمار تجلیاں جلوہ گر ہیں۔ آپ نے اپنے کلام میں محبت کا بیج بو کر دلوں پر حکومت کی ہے۔"

آپ نے سندھی کے ساتھ ساتھ اردو شاعری بھی کی ہے اور بہت خوب صورت نادر کلام پیش کیا ہے(4):

انا الحق جب کہوں گا میں سرِ میدان آؤں گا گلی اب چھوڑ دلبر کی طرف دیگر نہ جاؤں گا

ورک(5) کے بقول:

"اردو کی اس صلاحیت کا اندازہ سب سے پہلے اولیائے عظام اور صوفیائے کرام کو ہوا جو برصغیر کے مختلف علاقوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی غرض سے آئے۔ ان کی اپنی مادری زبان کچھ بھی رہی ہو مگر وہ عوام میں رہ کر عوام کی زبان سے مخاطب ہوئے۔ چنانچہ متاثرین نے ایسے لوگوں کے اقوال، وظائف اور ملفوظات کو حرزِ جاں بنالیا۔"

ان بزرگانِ دین، صوفیاے کرام کا فیض آج بھی ہر جگہ جاری و ساری ہے۔ انھوں نے اپنے اقوال، فرمودات اور ملفوظات کو زیادہ تر اردو زبان میں ہی پیش کیا۔ برصغیر کے صوفیاے کرام اور بیشتر مذہبی رہنماؤں نے عوام تک رسائی کے لیے اردو زبان کا استعمال کیا۔ اس بابت پوری(6) لکھتے ہیں:

"برصغیر میں اسلام کا فروغ صرف اردو کے ہاتھوں ہوا ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد القادر، شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ اسمٰعیل شہید نے دینی اور مذہبی خدمات کے لیے اردو زبان کو استعمال کیا۔ عبد اللہ (7) کا بیان ہے:

"دنیا کی اکثر دوسری چیزوں کی طرح برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی ضرورت "اردو زبان" تھی، برصغیر کے مسلمان علما نے صرف اس سے استفادہ کیا بلکہ بدھ مت اور بہائی فرقے کے مذہبی پیشواؤں نے بھی مذہبی امور کے لیے اس سے استفادہ کیا۔"

جالبی (8) بیان کرتے ہیں:

"قرآن مجید اور اردو زبان کے مشترک ذخیرہ الفاظ کے بارے ایک تحقیق کے مطابق تقریباً دو ہزار بنیادی الفاظ میں باقی ان کی مختلف شکلیں اور تکرار ہے۔ اردو میں کم و بیش پانچ سو سے زیادہ بنیادی الفاظ ہمارے اظہار کا وسیلہ ہیں۔"

سندھ کی وادی میں صوفیاے کرام کے توسط سے جس قدر اسلام کی اشاعت ہوئی اور زبان و ادب کی تشکیل کا مرحلہ طے پایا، وہ اُمرا اور حکمرانوں سے نہ ہو سکا۔ وادیٔ سندھ کے صوفیاے کرام اور اسلامی شعار کے پابند ساداتِ عظام نے اسلام کی تبلیغ کے لیے کسی جبر سے کام نہیں لیا بلکہ وہ مقامی ہندو آبادی میں گھل مل گئے اور انھیں پیغام حق پہنچایا۔ انھی صوفیاے کرام اور سادات نے مساجد بنوائیں، درس گاہیں، عبادت گاہیں قائم کیں۔ ملتان اور اوچ شریف اولیاے کرام اور صوفیاے کرام کے گڑھ تھے۔ یہاں پر بہت سے علمی ادارے قائم ہوئے۔ جہاں پر مقامی اور عربی، فارسی زبانوں کے اشتراک سے ایک نئی زبان کی تشکیل ہوئی وہ اردو تھی۔ صدیقی (9) اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

"اردو کو جوان ہونے اور پروان چڑھنے کے لیے صوفیوں کی خانقاہیں، مبلغین کی مجلسیں اور اللہ والوں کی محفلیں تلاش کرنا پڑیں۔"

سید نورالدین نے اسلام کی تبلیغ اور اپنے نظریات کی ترویج کے لیے مقامی زبان میں منظوم کلام پیش کیا جو اس خطے میں اردو زبان کی تشکیل کا پہلا تجزیہ ہے۔

شاہ یوسف گردیز، حضرت شاہ شمس سبزواری ملتانی نے اردو زبان و ادب کے فروغ میں گنان کہے۔ پیر شمس الدین کے ان گنان میں عربی، فارسی، ہندی، برج اور سرائیکی (ملتان) زبان کے الفاظ صاف پہچانے جا سکتے ہیں۔ اس بابت بخاری (10) کا کہنا ہے:

"اردو نے برصغیر کے طول و عرض میں سفر کیا ہے۔ آگرے میں برج بھاشا سے متاثر ہو کر اس کا جو علاقائی محاورہ رائج ہوا وہ اکبر آبادی اردو کہلایا۔ ۱۷۴۷ء سے شاہ جہان کا پایہ تخت منتقل ہونے پر دہلی میں رائج ہوئی تو وہاں کی علاقائی زبان ہریانی کا اثر قبول کر کے دہلوی اردو کہلائی۔ دہلی کے اجڑنے پر لکھنؤ پہنچی تو آودھی کی آمیزش سے لکھنوی اردو بن گئی۔ حیدر آباد دکن میں دکنی کے زیرِ اثر اس کا حیدرآبادی محاورہ چالو ہوا۔ لاہور میں پنجابی سے مل کر لاہوری اردو کہلائی۔ غرض علاقائی زبانوں سے مل مل کر علاقائی محاورے بنتے چلے گئے۔"

یہ علاقائی محاورے آج بھی زبان زدِ عام ہیں۔ لاہوری اردو کا محاورہ پچھلی صدی ہی میں بن چکا تھا۔ اب کراچوی اردو، سرگودھوی اردو، اسلام آبادی اردو، حیدرآبادی یعنی سندھی اردو جیسے الگ الگ اس کے ہیولے بن رہے ہیں جن کے پختہ اور واضح روپ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سامنے آجائیں گے۔ بمطابق سدید (11):

"صوفیانہ دور میں اردو زبان و ادب نے خوب ترقی کی ہے۔ صوفیانہ دور کے بعد دینی ادب اب ناپید نہیں ہے۔ زبان و ادب کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوا، اس میں خوب ترقی ہوئی، علماو فصحا اور مفکرین کی نئی جماعت پیدا ہوئی۔ جدید درس گاہوں میں علم و دین کی روشنی پھیلی۔ لوگ ان صوفیا کرام کے صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کی خطابت سے لوگوں کے دلوں کی کایا پلٹی۔ ان کی قلمی کاوشیں آج بھی درخشندہ نظر آتی ہیں۔ اس قابلِ صد احترام گروہ میں شمس العلما، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، اکبر شاہ خاں نجیب آبادی، علامہ اقبال اور علامہ عنایت اللہ جیسی قد آور شخصیات کا ذکر ملتا ہے۔ دینی نثری ادب میں شاہ عبدالعزیز، سید احمد بریلوی، شاہ اسمٰعیل شہید، فضل حق خیر آبادی، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر کا ذکر بطور خاص ملتا ہے۔"

امام احمد رضاخان بریلوی جیسے صوفی عالمِ دین نے بھی اردوزبان وادب کے لیے خطیر اثاثہ رقم کیاہے۔آپ کا"اردو ترجمۃ القرآن"،"ترجمہ احادیث"،"فتاویٰ رضویہ"،"نعتیہ دیوان"اور"حدائقِ بخشش"اُردوادب میں شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس بابت سدید(12)مزید بیان کرتے ہیں:

"صوفیائے کرام نے دین کی تبلیغ کے لیے اردوزبان کا انتخاب کیا۔اصل میں ان صوفیائے کرام کا اوڑھنابچھونا پنجابی تھی تاہم عربی اور فارسی کے پہلو بہ پہلو"اردو"کامیلان بھی پایاجاتاہے۔"

مسلم معاشرے کی تشکیل کے لیے صوفیاے کرام نے اردوزبان کا انتخاب اس لیے کیا کہ اردو جناتی زبان نہیں، آسان اور پیاری زبان ہے۔اس میں بڑھنے،پھیلنے کاوصف قدرتی طور پر موجود ہے۔یہ ہر زبان کی سہیلی بن جاتی ہے اور اس کی زبان کے اچھے اچھے الفاظ چرا کر اپنے اندر یوں جذب کر لیتی ہے کہ اجنبیت کا پتہ نہیں چلتا۔اس وقت ٹی وی اور دیگر ابلاغی ذرائع سے علاقائی زبانوں اور اردو میں جو اختلاط ہو رہاہے،وہ اہم بھی ہے اور وقت کی ضرورت بھی۔اویسی(13)قومی زبان کے حوالے سے تجزیاتی جائزہ پیش کرتے ہیں:

"کسی بھی معاشرے کے لیے قومی زبان کا وجود ناگزیر ہے۔قومی زبان معاشرے کے افراد کے درمیان مشترکہ وسیلہ اظہار بنتی ہے۔اس کے دم سے معاشرے کادنیا کی دوسری تہذیبوں سے الگ تھلگ رہ کر اپناوجود اور تخلیقی رشتہ قائم نہیں رکھ سکتا۔اس تخلیقی رشتے کے بغیر دیگر رشتے بے معنی ہیں۔معاشرتی سطح پر زبان عوام اور خواص کے درمیان حائل نفرتوں کے خاتمہ کے لیے اہم کردار اداکرتی ہے۔معاشرتی مسائل کے حل اور قومی یک جہتی کے لیے زبان کاوجود کسی بھی تہذیب کے لیے آبِ حیات سے کم نہیں۔زبان کی وساطت سے تہذیبی روایات،اس کا شعور اور اعلیٰ اقدار معاشرے کے مختلف طبقوں تک پہنچ رہی ہیں۔"

ملتان کو مدینۃ الاولیا کہا جاتاہے۔ملتان کے صوفیاے کرام نے اپنے نظریات کی ترویج و تبلیغ کے لیے مقامی بولی سرائیکی (ملتانی) کو ذریعہ اظہار بنایاہے۔جو کہ بعد میں اردو زبان کے فروغ کا سبب بنی۔اس ضمن میں فکری (14)کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

"اردوزبان صوفیائے کرام کی مرہونِ منت ہے۔۔۔۔اردو کی بنیاد چوں کہ سرائیکی(ملتانی) پر مبنی تھی۔تمام لسانی محققین کو اس بات پر اقرار ہے کہ صوفیائے کرام کے ہاتھوں میں اردو کی بنیاد پڑی اور ان کے کلمات،اشعار بھی بطور سند پیش کیے جاتے ہیں تو پھر انکار کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔

یہ تمام صوفیائے کرام ایک لحاظ سے ملتان کے ہی رہنے والے تھے اکثر نے تو تعلیم ہی ملتان سے لی تھی۔ان تمام شواہد کی بنیاد پر اردو کی بنیاد جغرافیائی نقطہ نظر سے ملتان ہی میں پڑی ہے اور گجرات میں اس کی نشوو نما ہوئی ہے۔دکن میں اس کی صوری تشکیل ہوئی اور باقاعدہ ارتقا حاصل کیا اور لکھنؤ میں یہ بالغ ہوئی۔"

گردیز(15)کے مطابق:

"سید نور الدین نے اسلام کی تبلیغ اور اپنے نظریات کی ترویج کے لیے مقامی زبان میں گنان کو منظوم کیا جو اس خطے میں اردو زبان کی تشکیل کا پہلا تجربہ ہے۔یہ گنان اردو زبان کے تدریجی ارتقا کا آئینہ دار ہیں:

کلمہ کہورے مومنو تھے مت جاؤ رے بھول راہ علی نبی جی کی ساچ ہے اے ہو وگے سدا قبول

اے جی آل نبیوں کو بھیجیا اس دنیا کے بیچ نمازِ بندگی کلمہ ہے اے ہے نعمت سیج

صوفیاے کرام کی کوششوں سے دکن میں اردو زبان و ادب کو فروغ ملا۔اس ضمن میں مغل(16)محمد علی صدیقی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ملتان اور بہاولپور کے علاقہ اور آندھرا پردیش میں ایک گونہ مناسبت بھی ہے اور سرائیکی زبان کے متعدد الفاظ سہروردی سلسلہ کے صوفیائے کرام کے ذریعے دکن کی علاقائی زبانوں میں اس درجہ رچ بس گئے ہیں کہ دکن کی جس زبان کے"قدیم اردو"کا نام تجویز کیا گیا ہے اس کے خزانۂ لغت میں سرائیکی الفاظ کی بڑی ریل پیل ہے۔"

امیر خسرو(وفات ۷۲۵ء)چشتیہ سلسلے کے بڑے بزرگ تھے جن کو اردو کا قدیم شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ترین (17)کے مطابق:

"امیر خسرو کے یہاں مقامی زبانوں کے الفاظ اور تصرف میں جو تجربات ملتے ہیں ان کی مثال کہیں نہیں ملتی ہے۔امیر خسرو کو ملتان میں پانچ سال قیام کرنے کا موقع ملا۔اس دوران انھوں نے ملتانی زبان کے الفاظ سیکھے اور انھیں اپنی شاعری میں برتا:

وہ گئے بالم وہ گئے ندیوں کنار آپے پار اتر گئے ہم تو رہے اردار

بھائی رے ملا جو ہم کو پار اتارنا ہاتھ کا دیوونگی مندرا گل کا دیوں ہار

حضرت شاہ شمس سبز واری ملتانی(۶۷۵ھ /۱۲۷۶ء) ملتان تشریف لائے۔ آپ نے اسماعیلی / قرامطہ فرقے کے نظریات کی ترویج کے لیے اور تبلیغ کے لیے گنان کہے۔ پیر شمس الدین کے ان گنان میں عربی، فارسی، ہندی، برج اور سرائیکی (ملتانی) زبان کے الفاظ پہچانے جاسکتے ہیں۔ اس ضمن میں ترین (18) شاہ شمس سبز واری کی کتاب میں لکھتی ہیں:

> "ملتان میں اردو کی ابتدائی لسانی تشکیل کے واضح حوالے ملتے ہیں۔ ۔۔۔شاہ شمس سبز واری کے گنان پر مشتمل چاروں جلدوں کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اردو کے مراکز کا ذکر کرتے ہوئے ماہرینِ لسانیات جن علاقوں کا ذکر کرتے ہیں ان میں سندھ، ملتان اور اُوچ کا علاقہ بھی شامل ہے۔"

برصغیر کے صوفیاے کرام نے اپنے اقوال، فرمودات اور ملفوظات کو زیادہ تر اردو زبان میں ہی پیش کیا اور بیشتر مذہبی رہنماؤں نے عوام تک رسائی کے لیے اردو زبان کا استعمال کیا۔ ان بزرگانِ دین، صوفیاے کرام کا فیض آج بھی ہر جگہ جاری وساری ہے۔

نتائج

۱۔ صوفیائے کرام کے اقوال، ملفوظات اور تعلیمات نے اردو زبان وادب کے ارتقا میں بنیادی کردار ادا کیا۔

۲۔ صوفیاے کرام کا اسلوب اور لہجہ دل موہ لینے والا تھا۔ اردو زبان و ادب کی تفہیم کے حوالے سے انھوں نے بڑی پذیرائی حاصل کی۔

۳۔ برصغیر میں مذہب کی تعلیمات کی ترسیل کے لیے اردو زبان کا بنیادی کردار تھا۔

۴۔ اردو زبان میں لکھے گئے قرآنی تراجم اردو زبان وادب کا عظیم اثاثہ قرار پائے۔

۵۔ برصغیر کے مختلف خطوں میں آباد صوفیاے کرام، اہلِ سندھ اور اہلِ سادات نے اردو کے توسط سے اسلام کی بھرپور اشاعت کی۔

۶۔ ملتان اور اُچ شریف کے صوفیاے کرام اور اولیاے کرام اردو زبان و ادب میں دینی تعلیم کے حوالے سے گڑھ سمجھے جاتے تھے۔

سفارشات

۱۔ صوفیاے کرام کے مراکز اور خانقاہوں سے شائع ہونے والی اردو زبان و ادب کی کتب کو تعلیمی درس

گاہوں تک بھجوایا جائے۔

۲۔ صوفیاے کرام کی اردو زبان و ادب میں پیش کی گئی تعلیمات کو تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔

۳۔ صوبائی اور وفاقی وزارتِ اوقاف اس تحقیق کو فروغ دیں۔

۴۔ جامعات کے اردو زبان و ادب، اسلامک سٹڈیز اور اورینٹل لینگوایج کے شعبہ جات اس تحقیق کو پروان چڑھائیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔جالبی، جمیل،(1973ء)مرتب:مثنوی کدم راؤ پدم راؤ،کراچی:انجمن ترقی اردو پاکستان،ص:۳۰

۲۔صدیقی،افسر،(1982ء)مرتب:مثنوی نوسرہار از اشرف بیابانی،کراچی:انجمن ترقی اردو پاکستان، ص:۴

۳۔ملک،شازیہ مجید،(2015ء)فروغ اردو میں اخبار اردو کا کردار،فیصل آباد:مثال کتاب گھر، ص:۱۹۳۔۱۹۴

۴۔ایضاً،ص:۱۹۴

۵۔ورک،اشفاق احمد،(2017ء)کلید اردو،لاہور:کاروان بک ہاؤس،ص:۱۳۵

۶۔پوری،فرمان فتح،(2015ء)،تدریس اردو،لاہور:گنج شکر پریس،ص:۱۰۲

۷۔عبداللہ،سید،(1965ء)،مباحث،لاہور: مجلس ترقی ادب،ص:۱۴۰

۸۔جالبی، جمیل،(نومبر2003ء)،"بلوچستان کی اردو روایت"،مشمولہ:اخبار اردو،ماہنامہ،اسلام آباد،ص:۲۹

۹۔صدیقی،ابواللیث،(1970ء)،ادب و لسانیات،کراچی:اردو اکیڈمی سندھ،ص:۲۰۷

۱۰۔بخاری، سہیل،(1991ء)،لسانی مقالات،حصہ سوم،اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان،ص:۴۵۱

۱۱۔سدید،انور،(1988ء)،اردو ادب کی مختصر تاریخ،لاہور:عزیز بک ڈپو،ص:۳۔۲

۱۲۔ایضاً،ص:۳

۱۳۔اویسی،محمد ارشد،(اپریل تاجون۲۰۱۷ء)"معاشرے کی تشکیل میں تہذیب کا کردار"،مشمولہ:نورِ تحقیق، سہ ماہی،شمارہ۲،لاہور: گیریژن یونیورسٹی،،ص:۱۹

۱۴۔فکری،عتیق،(س ن)،العتیق العقیق،جلد اول،ص:۱۶۶

۱۵۔ گردیز، محمد یوسف (2004ء) تذکرۃ الملتان(فارسی)،ترجمہ:ڈاکٹر بشیر انور ابوہری،ملتان:سرائیکی ریسرچ سنٹر،ص: ۲٦

۱٦۔ مغل،شوکت(1987ء)،قدیم اردو کی لغت اور سرائیکی زبان،ملتان:سرائیکی ادبی مجلس، ص:۱۰

۱۷۔ترین،روبینہ،(1988ء)، ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیا کرام کا حصہ، ملتان:شعبہ اُردو بہاءالدین زکریایونیورسٹی،ص:۲۴۰

۱۸۔ترین،روبینہ،(2007ء)،شاہ شمس سبزواری،حیات و آثار،ملتان:شعبہ سرائیکی،ص:۸۳

References:

1. Jalbi, Jameel (1973), Murattab: *Masnawi kadam Rao Padam Rao*, Karachi: Anjuman Taraqqi Urdu Pakistan, P 30
2. Siddique, Afser (1982), Murattan: *Masnawi Nosar Har az Ashraf Bayaban*i, Karachi: Anjuman Taraqqi Urdu Pakistan, P 4
3. Malik, Shazia Majeed (2015), *Farog e Urdu mn Akhbar Urdu ka Kirdar* Faisalabad: Misaal Kitaab ghar, P 193-194
4. Ibid, P 194
5. Wark, Ishfaq Ahmad (2017), *kaleed Urdu*, Lahore: Karwan Book House, P 135
6. Poori, Farman Fateh (2015), *Tadrees Urdu*, Lahore: Ganj Shakr Press, P 102
7. Syed, Abdullah (1965), *Mubahis*, Lahore: Majlis Taraqqi Urdu, P 140
8. Jalbi, Jameel, *Balochistan ki Urdu Rawayat*, Mashmolah: Akhbar Urdu, Mahnamah, Islamabad: Issue November, 2003, P 29
9. Siddique, Abul Lais (1970), *Adb-o-Lisaniyat*, Karachi: Urdu Academy Sindh, P 207
10. Bukhari, Sohail (1991), *Lisani Maqalat*, Part III, Islamabad, Muqtadrah Qoumi Zuban, P 451
11. Sadeed, Anwar (1988), *Urdu Adab ki Mukhtasir Tareekh*, Lahore: Azeez Book Depot, Type III, P 2-3
12. Ibid, P 3
13. Ovaisi, Arshad (2017), *Muashery ki Tashkeel mein Tehzeeb ka Kirdar*, Mashmolah: Noor-e-Tehqeeq, Quarterly, Issue 2, Lahore: Garrison University, April to June, P 19

14. Fikri, Ateeq, Allama, *Al ateeq-ul-Ateeq*, Volume I, S N, P 166
15. Gardaiz, Muhammad Yousaf (2004), *Tazkirah tul Multan* (Persian), Tarjumah: Bashir Anwar Abu hari, Multan: Saraiki Research Centre, P 26
16. Mughal, Shoukat (1987), *Qadeem Urdu ki Lughat or Saraiki Zuban*, Multan: Saraiki Adbi Majlis, P 10
17. Tareen, Rubeena (1988), *Multan ki Adbi-o-Tehzeebi Zindagi mn Sufia karam ka Hissah*, Multan: Department of Urdu Bahauddin Zakariya University, P 240
18. Tareen, Rubeena (2007), Shah Shams Sabzwari, *Hayat-o-Asaar*, Multan: Department of Saraiki, P 83